سوال

کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر جلایا تھا؟

جواب

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شیعہ حضرات اس طرح کے جھوٹے واقعات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی طرف منسوب کرتے ہیں جس سے ان کا مقصد یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا رویہ اہل بیت کے ساتھ اچھا نہیں تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی یہ جھوٹا قصہ گھڑ کر منسوب کر دیا گیا، حالانکہ اس طرح کے واقعہ کسی بھی صحابی سے ہونا ممکن ہی نہیں ہے چہ جائے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گمان کیا جائے کہ انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کا گھر جلا دیا تھا۔

درج ذیل وجوہات کی بنا پر یہ قصہ جھوٹا ہے:

1. اس دور میں کسی عام آدمی کا ایک عام عورت پر حملہ کرنا نہایت سنگین جرم تصور ہوتا تھا تو کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا اکھٹے ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے گھر کو جلا دینا کیسے ممکن ہے؟! کیا باقی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ پر اپنی جانیں تک نچھاور کرنے میں گریز نہیں کرتے تھے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا گھر جلنے دیا اور کسی طرح کی مزاحمت نہیں کی؟!

2. شیعہ حضرات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو عالم الغیب سمجھتے ہیں، ان کی شجاعت اور بہادری کے بہت سے سچے جھوٹے قصے بیان کرتے ہیں، وہ اس موقع پر کہاں تھے؟ انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پہلے سے خبردار کیوں نہ کیا؟! انہوں نے اپنی بیوی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا دفاع کیوں نہیں کیا؟!

3. سیدنا عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کا باہمی اچھا تعلق بھی اس واقعے کی نفی کرتا ہے۔ یہ تعلق اتنا اچھا تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی کی شادی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کر دی۔

4. اگر شیعہ حضرات یہ کہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کمزور تھے اس لیے وہ اپنی بیوی کے گھر کو جلنے سے نہیں بچا سکے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ باقی اہل بیت کہاں تھے؟ انہوں نے اپنے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا دفاع کیوں نہیں کیا؟!

5. اس واقعہ کو شیعوں کے بعض بڑوں نے بھی جھوٹا قرار دیا ہے۔ (دیکھیں: جنۃ الماوی، صفحہ نمبر 135)

6. اس واقعہ کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ واقعہ شیعہ کی معتبر کتابوں میں موجود نہیں ہے۔ یہ واقعہ "السقیفۃ" نامی کتاب میں مذکور ہے جو ایک رافضی سلیم بن قیس الہلالی کی تصنیف ہے، اس کتاب کی مذمت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس میں ایسے اقوال بھی موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ قرآن مجید میں تحریف ہو چکی ہے، جو شخص گمراہی میں اس قدر بڑھ چکا ہے کہ اس نے قرآن مجید کو بھی نہیں بخشا تو اس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے بارے میں اچھا گمان رکھنے کی امید کیسے کی جا سکتی ہے۔

واللہ أعلم بالصواب